رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	۵ روپے
خواص سے	۱۰ روپے
ہندوستان سے باہر	۷ روپے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ روپے

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

ہم اعلان کر چکے ہیں کہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء سے مفت اخبار لینیوالوں کے نام الحکم جاری کر دیا گیا ہے اور جو درخواستیں آتی رہینگی انکی تعمیل انشاء اللہ ساتھ ساتھ ہوتی رہے گی۔ اب ناظرین سرپرستان الحکم کا فرض ہوگا کہ وہ اس سلسلہ کو پوری کوشش اور توجہ سے جاری رکھیں جن لوگوں کے نام اخبار مفت جاری کیا گیا ہے انکا فرض ہے کہ وہ حسب عہدہ پانچ دوسرے شخصوں کو الحکم سنا دیں نہیں یہ بھی معلوم رہے کہ سردست یہ پرچہ انکے نام تین ماہ کے لئے جاری کیا گیا ہے تین مہینے کے بعد یا تو انہیں صرف محصولڈاک دینے کی تحریک کیجاویگی۔ یا دوسرے شخصوں کے نام جاری کر دیا جاوے گا کیونکہ مفت لینے والوں کے متعلق دو تجویزیں ہیں۔ اول یہ کہ انکو بجائے مفت کے محصولڈاک پر دیا جاوے اس طرح ہر چار شخصوں کے ذریعہ ایک اور شخص کے نام مفت جاری ہو سکے گا۔ اور یا ہر تین ماہ کے بعد نئے شخصوں کے نام جاری کیا جاوے۔ بہرحال دونوں تجویزیں زیر غور ہیں۔ اور تین مہینے کے تجربہ کے بعد ایک یا دوسری تجویز قطعی قرار دیجاویگی۔

۸۔ مارچ تک مندرجہ ذیل بزرگوں نے اس فنڈ میں ایک ایک پرچہ کی قیمت بھیجدی ہے۔

(۱) بابو محمد بخش صاحب سٹیشن ماسٹر (ا پرچہ)
(۲) شیخ ہاشم علی صاحب گرداور (ا پرچہ)
(۳) شیخ محمد حسین صاحب بی۔اے انسپکٹر کمیشنران (ا پرچہ)

۵۔ پرچہ باقی ۴۳

تعداد پرچہ جات مفت جاری شدہ ۵۴ باقی ۱۲

۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک الحکم کے قدیم سرپرستوں کی طرف سے کسی نے کوئی جدید خریدار نہیں بھیجا۔ البتہ ۵ آدمی صرف اپنی درخواستوں پر الحکم کے حلقہ خریداری میں داخل ہوئے ہیں اب صرف ہر ہفتہ معمولی رپورٹ دینے پر اکتفا کرونگا (انشاء اللہ العزیز) تفصیلی تحریکیں بار بار کرنے کی ضرورت نہیں جو صاحب پورے ایک پرچہ کی قیمت نہیں دے سکتے۔ وہ سہ ماہی ششماہی نو ماہی جتنے عرصہ کیلئے دے سکتے ہیں دیں تاکہ ہر خریدار الحکم کا اس کار خیر میں شامل ہو جاوے اسی طرح خریدار مہیا کرنے میں سعی کرنی چاہیئے۔

خادم قوم یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

مراسلات

احمدیہ لائبریری فیروزپور

جماعت احمدیہ فیروزپور پر آجکل اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو رہا ہے۔ تین چار مہینے گزرے ہیں کہ ایک وسیع مسجد جو غیر آباد پڑی تھی جماعت احمدیہ کے قبضہ میں آئی اور اب یہاں ایک احمدیہ لائبریری قایم ہو گئی ہے یہہ زیادہ تر ملک محمد حیات خان صاحب کی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے سب سے زیادہ حصہ ان کتب کا جو اسوقت لائبریری میں موجود ہیں حکیم محمد عمر صاحب کا عطیہ ہے۔ لائبریری کیلیئے ایک خاطر خواہ مکان جو شارع عام پر واقع ہے کرایہ پہ لیا گیا ہے تقریب افتتاح پر علاوہ احمدیوں کے ایک معقول تعداد غیر احمدی معززین کے بھی تھی۔ جس میں خواجہ گل محمد صاحب پلیڈر مرزا ناصر علی صاحب و مولوی احمد حسین صاحب۔ منشی محمد دین صاحب نقشہ نویس منشی رب نواز خانصاحب سب رجسٹرار رستری چراغ دین صاحب حکیم محمد حیات صاحب میونسپل کمشنر و شیخ میر محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس کے نام خاص طور پہ قابل ذکر ہیں غیر احمدی مسلمان سوسائٹی کا اعلیٰ اور تعلیمیافتہ طبقہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس تعصب اور عناد سے نہیں دیکھتا جو جاہل طبقہ میں پائے جاتے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی خواجہ گل محمد کی صدارت میں شروع ہوئی۔ سب سے اول حکیم محمد عمر صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اسکے بعد سید محمد شاہنواز صاحب نے ایک مختصر مضمون پڑھا جس میں یہ ترغیب دی گئی تھی کہ غیر احمدی اصحاب کو ایسے کاموں میں جو حمایت اسلام سے تعلق رکھتے ہوں اور جنکو احمدی جماعت سے خصوصیت نہو۔ احمدیوں کا ہاتھ بٹانا چاہیے اسکے بعد راقم نے لائبریری کے اغراض اور فوائد بیان کئے صاحب صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ستے فرقہ اسلام کیطرف پہ نئے فرقے ہمیشہ تشدد کرتے آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت بھی گھٹ جائیگی۔ غیر احمدی حاضرین نے لائبریری کیطرف عملی ہمدردی کا اظہار امدادی چندوں کے صورت میں کیا اب لائبریری ہر روز صبح و شام کھلتی ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کی سرسبزی اور ترقی کے لیئے دعا فرمائیں جو اصحاب اہل تصنیف ہیں۔ وہ اگر لائبریری کے لیئے کم از کم ایک ایک نسخہ اپنی تصانیف کا عنایت فرماویں۔ تو شکوری کا موجب ہوگا۔ محصولڈاک اطلاع آنے پر ہم دینگے انکے علاوہ اگر اور کوئی اصحاب لائبریری کی اعانت مالی یا کتابی صورت میں فرمائیں تو انجمن احمدیہ فیروزپور شکر گزار ہوگی۔ فیروزپور کی جماعت قلیل و ضعیف ہے۔ اور ایسی لائبریری کا مہیا کرنا جس میں عام اسلامی لٹریچر (مذہبی اور اخلاقی) موجود ہو ایک اہم کام ہے۔ جو ہماری جماعت نے توکلاً علی اللہ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ شہر فیروزپور

متفرق نوٹ

طوفانی نوٹ

دنیا کے مختلف حصوں پہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی اپنا اثر ڈال رہی ہے ہیانشی کی سرزمین پیرس میں پچھلے دنوں سیلاب نے جو طوفان برپا کیا۔ ابھی تک اس حادثہ کی کوئی تلافی اور تسلی کی صورت پیدا نہوئی تھی۔ کہ بلجیم میں خطرناک طوفان برپا ہوا اور امریکہ کی ریاست اوہایو کے متعدد حصے طوفان سے بالکل تباہ ہو گئے۔ اور ریاست کلولینڈ میں صدہا آدمی بے خانمان کارخانے بند اور کروڑوں کا نقصان ہو گیا یہ عبرتناک حوادث تنبیہ اور تادیب کے لئے ہیں دہریہ ایسے آثار کو دیکھکر خدا تعالیٰ پہ پھبتیاں اڑاتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ بھی اپنے متعلقین اور متوسلین کی غلطیوں اور نافرمانیوں پر انہیں سزا دیتا اور دھمکاتا ہے۔

بہرحال یہ عبرتناک واقعات دراصل انسان کے لیئے نیکی اور بھلائی کے فرشتے ہیں تاکہ اس ذریعہ سے وہ اپنی اصلاح کرے۔

پرکاش نوٹ کرے

ارجن لکھتا ہے کہ کرشن جی مہاراج نے ارجن کی رتھبانی میں بے ایدا خدمت پسند کی تھی۔ . . . سری کرشن جی مہاراج بڑے دہرماتما اور نیک باطن تھے۔ لیکن نہیں معلوم انکے مہاتم کیوں جھوٹی ہمدردی اور مکاری کے آنسو بہا کر دوسروں کو اپنے ماتہ میں کٹھ پتلی بنا کر تباہ کرواتے دیکھے جاتے ہیں؟

اس نوٹ میں کرشنا درما کا ذکر تو صراحتاً ارجن نے کیا ہے۔ مگر کسی دوسرے مہاتم سے اسکی کیا مراد ہے؟ ایڈیٹر پرکاش بتائیگا۔

یہہ معما بھی پرکاش ہی حل کرے

ارجن لکھتا ہے ہم جانتے ہیں کہ سوائے کسی خاص اخبار کے آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کے شوروغل کی بجائے لوگوں کی توجہ دہرم کیطرف کھینچنے کی کوشش کی ہے۔ گو یہ افسوس کا مقام ہے کہ بعض اوقات آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کی زبردست لہر کو اپنے قابو سے باہر دیکھا اور بعض اوقات آریہ سماج کا بھی کوئی نہ کوئی اخبار اسی لہر میں بہ گیا۔ اور آریہ سماج کے اس حصہ کو بھی اسی لہر میں بہا لیگیا۔“ دہرم پال اپنے اس نوٹ میں کسی سماجی اخبار کے متعلق یہ پہیلی ہم سے بوجھوانا چاہتا ہے۔ مگر ہم اسکا حل پرکاش سے پوچھیں گے کہ وہ کونسا آریہ اخبار ہے۔

لاہور کے مقدمات بغاوت میں نند گوپال ایڈیٹر سوراجیہ الہ آباد جس پر ”قومی اصلاح“ کی مفویانہ تصنیف کا جرم عاید تھا مسٹر ہیریسن کی عدالت سے ۵ سال عبور دریائے شور کا سزایاب ہوا۔

یہہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ آخر ۵۔ مارچ ۱۹۱۰ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے چار اراکین کے خلاف مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن نے نالش دائر کردی یہ کارروائی ایسی حالت میں کہ انجمن کا سالانہ جلسہ قریب ہے نہایت افسوسناک اور مضر ثابت ہونیکا خوف دلاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پہ رحم کرے (منفصل پیسہ)

ریاست فریدکوٹ نے تمام وکلا کو ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء سے جدید لائسنس کا دینا منظور کرکے آئندہ اس کی پریکٹس کو بند کر دیا ہے۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولنا مولوی حاجی حکیم نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی کے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس

دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار رہتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔

حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اسکی آمدنی

مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے۔

نوٹ:۔ ماء اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہتی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل عہ نصف بوتل ۸ءٰ

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیے:۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ میڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ جس [illegible] گنا جاتا تھا۔ آج ان سطور کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک [illegible] یہ کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج [illegible] دس لاکھ روپے کا [illegible] ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ بھی میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار [illegible] ہے۔ [illegible] ڈپٹی کمشنر [illegible] میری تین یوم کی آمدنی ۳۸۸ روپے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی [illegible] اسقدر کثرت سے بکری ممکن ہے۔ [illegible] حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے تجربہ و فوائد [illegible] سے محروم رہا ہے۔ یہ روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان [illegible] آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر [illegible] سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم [illegible] گورنمنٹ انگلشیہ [illegible] عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں [illegible] روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک [illegible] خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے چالاک و چوبند کرکے ہر انسان کو ایسا [illegible] حوادث زمانہ [illegible] آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین [illegible] ڈاکٹروں۔ میڈیکل [illegible] سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود [illegible] مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی [illegible] اور ۳۸۸ روپے روح حیات [illegible] تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا [illegible] ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم [illegible] اعصاب کی طاقت [illegible] مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی [illegible] شروع کر دیتی ہے۔ چہرے پر رونق [illegible] حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت [illegible] اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ [illegible] ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ [illegible] اور زردی چہرہ کے لئے [illegible] تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجاتی ہے۔ [illegible] ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت کا مدار ہے۔ بڈھے کو جوان۔ جوان کو [illegible] اور بوڑھے کو [illegible] روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے [illegible] اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ [illegible] روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ)۔ روح حیات کے علاوہ [illegible] جو صرف بیرونی [illegible] اعصاب [illegible] روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کرکے [illegible] طاقت بحال کرتا ہے۔ [illegible] قیمت فی شیشی روغن [illegible] چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف [illegible] شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

سالانہ جلسہ کے متعلق آخری التماس

سالانہ جلسہ میں اب صرف ۱۱ یوم باقی ہیں اور اس اخبار کے پہونچنے کے بعد غالباً ایک ہی ہفتہ باقی رہجائیگا۔ اگلا اخبار ایسے وقت پر ناظرین الحکم کو مل سکیگا۔ جب کہ وہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر شمولیت کے لیئے آپکو روانہ ہو چکے ہونگے یا ہونیوالے ہونگے۔ اسلیئے مجھے جو کچھ اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرنا ہے۔ وہ اسی پرچہ میں عرض کردینا چاہیئے۔

قادیان آنے کی غرض یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ہم ہزاروں آدمیوں کا اجتماع دنیا کو دکھائیں اس میں شک نہیں کہ قادیان کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لیئے منتخب کیا ہے۔ کہ یہاں لوگوں کا اجتماع ہو اور جس پاک وجود کی بعثت نے اسے یہ عزت دی ہے۔ اس سے وعدہ ہو چکا ہے۔

یاتون من کل فج عمیق۔

لیکن ان آنیوالے لوگوں کی غرض اور مقصود نقلی اغراض نہیں ہو سکتے اور نہ اس ضرورت کے لئے یہ جگہ منتخب کی گئی تھی بلکہ اس جگہ ایک معلم پیدا کیا گیا جو اسلام کا مجدد اعظم ہے اس امت محمدیہ کے گمراہ شدہ لوگوں کے لیئے وہ مہدی تھا اور روحانی بیماریوں کا مسیحا۔

اسنے اس جلسہ کی غرض بجائے خود جو کچھ بھی مقرر کی تھی اسے ایک سے زیادہ مرتبہ دوہرایا گیا ہے۔ لیکن وہ پھر بھی ایسی ہی ہے۔ کہ اسے دوہراتے رہیں۔

اس جلسہ کو حضرت مسیح موعود مغفور نے جس غرض کے لئے جاری کیا تہا۔ وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنیسے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جاوے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جاوے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لیئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا۔ کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ نے چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پاوے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷۔ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونیکے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانیکا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہو گی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لیئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلسہ میں اسکے لئے دعائے مغفرت کیجائیگی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنیکے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہ کوشش کیجائے گی اور روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

لیکن جبکہ پہلے ہی جلسہ کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح (اللہ تعالیٰ آپکے فیوض سے تا دیر ہمکو اور اہل عالم کو متمتع کرے آمین) نے جو ان ایام میں ہم سب کے بھائی تھے بعض نقص دیکھے اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت کو جلسہ کے التوا کا اعلان دینا پڑا۔

اس اعلان التوا سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت مسیح موعود مغفور فی الحقیقت اللہ ہی کی طرف سے مامور تھے کیونکہ اگر وہ اس اجتماع کو اپنی کسی غرض اور مقصد کے نیچے کرتے تو اسکے التوا کا اعلان نہ دیتے دوسرے ہمارے موجودہ امام حضرت امیر المومنین کی ایمانی فراست اور حضرت مسیح موعود مغفور کو آپ سے جو محبت تھی اسکا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی رائے کو کیسا صائب اور درست سمجھتے تھے۔

بہرحال وہ التوا بھی اصلاح قوم کے لیئے تازیانہ اور اغراض اجتماع کو عملی رنگ میں پورا کرنیکا ذریعہ تھا۔ پھر وہ جلسہ ہونے لگا اور حضرت کی زندگی اور آپکے وصال کے بعد ڈسمبر کی آخری تاریخوں میں ہی ہوتا آیا مگر اس سال بعض وقتی ضرورتوں کے ماتحت اسکی تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آئندہ مستقل طور پر یہی تاریخیں رہیں یا ڈسمبر ہی کے آخری ایام مقرر ہوں۔ اس خیال سے کہ وہ حضرت کی گونہ یادگار ہیں۔ جن اغراض کے ماتحت یہ تاریخیں تبدیل ہوئی ہیں انمیں سے ریلوے کے کرایہ کی رعایت بھی تھی۔ جو اس سال بہت ہی کم گویا نہ ہونیکے برابر ملی ہے۔ اور اگر یہی طرز عمل رہا تو آئندہ مجھے امید نہیں کہ مل سکے بہرحال جلسہ اب قریب ہے۔

جن اسباب کی بنا پر التوا ہوا تھا۔ اسلیئے سب سے اول ان باتوں کا خیال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسوقت تو بجائے خود وہ باوجود وجود

اپنی پاک ذمہ داری رکھتا ہے جس نے اس وقت اس قوت کو محسوس کیا تھا اور اسکے محبوب مولا اور آقا نے اس کی مشورت کو قابل قدر سمجھا تھا بس حسب اسوہ اور اصول کو مدنظر رکھکر آپ **قادیان** کا سفر کریں وہ حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں یہہ ہیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہرا لے اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے۔ اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اسپر بیٹھ نہ جاوے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اسکو نہ دوں اور اپنے لیئے فرش زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہی اور کسی درد سے لاچار ہے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر میں اسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اسکے لئے جہانتک میرے بس میں ہے۔ آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھہ سے کچھہ سخت گوئی کرے۔ تو میری حالت پر حیف ہے۔ اگر میں بھی دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے۔ کہ میں اسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اسکے لیئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور روحانی طور سے بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں۔ کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسکا دل نرم نہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم ہونے کی نشانی ہے۔ اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کیساتھہ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

اس اصول اور اسوہ کے بیان کرنیکے بعد میں چند ضروری امور کی طرف آپکو متوجہ کرتا ہوں۔ میرے اپنے خیال اور سمجھہ میں اس قابل ہیں کہ انپر ہر فرد قوم بجائے خود غور کرے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ قادیان کی سرزمین پاک میں آتے ہیں۔ اور محض

روحانی اصلاح اور بہلائی کیلیئے آتے ہیں

سب سے اول جس امر کی طرف باہر سے آنیوالے احباب کو متوجہ رہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو اس کے ساتھی اور رفیق کو آرام ملے اگر ہر شخص اسی اصل کو مدنظر رکھیگا تو نہ صرف یہی ہوگا۔ کہ وہ خدا کے فضل سے یقیناً آرام پائیگا بلکہ اسے ایثار اور مروت اسے اخلاق فاضلہ کی توفیق ملیگی۔ اور اس طرح پر اسے اپنی قوتوں پر حکومت کا موقع ملیگا کیونکہ بڑے بڑے مجمعوں میں جہاں کئی قسم کی فروگذاشتیں ممکن نہیں بلکہ یقینی ہوتی ہیں انسان کے جذبات میں بعض اوقات اپنے ہمنشین کی طرف سے یا کسی ایک یا دوسرے امر کیوجہ سے کوئی امر خلاف طبیعت معلوم ہوتا ہے لیکن جب وہ محض رضائے الٰہی کے لیئے

اس جوش کو دباتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے خاص توفیق اور برکت دیتا ہے۔ انسان کی تمام مخفی قوتوں اور طاقتوں کا علم امتحان ہی کیوقت ہوتا ہے۔ پس

اخلاقی امتحان

کے لیئے یہ مجمع خاص طور پر مفید اور مؤثر ہو سکتا ہے اور انسان بہت کچھہ ترقی کر سکتا ہے۔ اسلیئے ہر شخص کو اپنی جگہ یہی سمجھہ لینا چاہیئے۔ کہ

وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے

یا وہ تو میزبان ہے اور اسکا بھائی مہمان۔ جس کی خاطر اسے عزیز اور محبوب ہے۔

یہاں کے لوگ جو مہاجر ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے محسن و مخدوم آقا کے قدموں میں رہنے کا موقع دیا ہے۔ وہ بجائے خود اپنی استطاعت کے موافق آپ کی خدمت کو آمادہ ہونگے لیکن آخر وہ آدم زاد اور کمزوریوں کا شکار رہیں امید ہونی چاہیئے کہ کم از کم اس خیال سے ہی کہ

اللہ تعالیٰ نے انہیں مہاجر ہونیکی عزت دی

انکی غلطیوں اور کمزوریوں پر نگاہ نہ کریں گے۔ اور

انہیں کوچہ محبوب کے ساکنین

سمجھکر اور اپنے آقا کا روحانی مقصد یقین کر کے ایسی فروگذاشتوں کی پرواہ بھی نہ کریں گے۔ اور اس امر کو بخوبی یاد رکھیں گے کہ ایسا کرنے سے آپ کے اخلاق کا معیار بہت اونچا ہو جائیگا اور اگر اس کی پرواہ نہ کیگئی تو خدا نہ کرے پھر ہم

اصل مقصد کو کھوئیں گے

اس کے بعد جس امر کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ اگر ہم یہاں جمع ہوں۔ اور کچھہ وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی باتیں نہیں اور کچھہ بزرگان قوم کی تقریروں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور پھر عام طور پر میلے کی طرح ادہر اُدہر پھر کر وقت پورا کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وقت کے اس حصہ کو ضائع کرنا ہوگا۔

ہمارا کام دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک شخصی مفاد یعنی ذاتی اصلاح دوسرے **قومی مفاد** یعنی ان امور پر توجہ کرنا جو قوم کی بہتری اور بہلائی سے وابستہ ہیں۔ امر اول کے لیئے حضرت **امیر المومنین** کی پاک صحبت اسکی تعلیم اور بالآخر اسکی دعائیں ہیں۔ سب سے زیادہ موقعہ اس کی دعاؤں کے فیض سے فائدہ اٹھانے کا

یہی جلسہ ہوتا ہے۔

اسلیئے کہ ان ایام میں خصوصیت کے ساتھہ وہ اپنی قوم کی ہر قسم کی بہتری اور بہلائی کے لیئے دردمند دل سے تمام قوم کے پورے جوش اور سرگرمی سے **آستانہ الوہیت** پر اپنے خدام کیلیئے گرتا اور انکی اصلاح کے لیئے چیختا ہے پھر وہ اپنے نمونہ سے ایک اثر ڈالتا اور بالآخر اپنے پاک کلمات اور مواعظ سے قلوب کو متحرک کرتا ہے۔ دعاؤں سے فائدہ اٹھانیکے لئے اسکے ساتھہ تعلقات کا قوی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے پمپ کی طرح ہے۔ جس میں چشمہ فیض سے پانی آتا ہے۔ اور ہم سب نالیوں کی طرح ہیں۔ جس جسقدر کوئی نالی صفائی کیساتھہ اس سے وابستہ ہے۔ اسی قدر وہ اس فیض کو حاصل کریگی۔ پس بہت وقت تاں جسقدر میسر آسکے اسکے ساتھہ گزارنیکا موقع حاصل کرنا چاہیئے

اسکا وقت نہایت بیش قیمت ہے وہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کے لیے جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور پھر کروڑوں ان ساری دنیا کے لیے جو ابھی خدا تعالےٰ سے دور اور ناواقف ہے ایک تڑپ رکھتا ہے اسلیئے اسکے وقت سے بہترین فائدہ اٹھانیکی کوشش کیجاوے ایسے سوالات میں کبھی وقت ضائع نہ کیا جاوے جوان کی روحانی یا اخلاقی حالت پر کوئی اثر پیدا نہ کرتے ہوں۔

شخصی اور ذاتی معاملے کے بعد ہمیں قومی کاموں کی طرف توجہ کرنا ہے۔ انمیں سب سے اول اور نہایت ضروری

لنگر خانہ ہے۔

اسوقت لنگر خانہ کی جو حالت ہے سو میں پہلے بتا چکا ہوں لنگر خانہ مقروض ہے۔ اور یہ اشاعت دین اور تبلیغ حق کا جتنا بڑا ذریعہ ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے زندگی بھر اسکا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ حضرت کا خود اس کے انتظام کے لیئے اپنا وقت دینا بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسے کسقدر ضروری سمجھتے تھے۔

پھر لنگر خانہ میں صرف کھانے پینے ہی کا سوال نہیں اسکے علاوہ ضرورت ہے مہمان خاتون کی اور مہمانخانہ میں کے سلسلے میں بہت بڑی کمی جو آجتک چلی جاتی ہے اور جسکی طرف میں بارہا توجہ بھی دلا چکا ہوں مگر شائد

صدائے بیخواست

سمجھکر اس پر غور نہیں ہوا وہ زنانہ مسافروں کیلئے کسی انتظام کا نہونا ہے۔ اگرچہ حضرت کے مکانات سے فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔ مگر ان مکانات میں بھی اب گنجائش نہیں رہی حضرت امیر المومنین کے مکانات مہاجرین کے بہت بڑے حصے اور مریضوں کے لئے مامن ہیں۔ بعض لوگ جو اپنے اہل و عیال کو لیکر آتے ہیں اور اکثر چاہتے ہیں کہ بیوی بچوں کو لیکر آئیں تو استفسار پر یا تو انہیں کہا جاتا ہے کہ مکان نہیں اور یا اگر وہ لاتے ہیں تو بااوقات سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسلیئے مہمانخانے کے سوال میں میں

زنانہ مہمان خانوں

کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کم از کم دس کوارٹر ایسے ہونے چاہئیں جن میں ایک وقت دس کنبے ٹھہر سکیں اور

اسکا تجربہ تحریک کی تھی۔ کہ اگر مختلف انجمنیں اپنی طرف سے ایک ایک مکان یہاں بنوالیں تو جہاں ایک طرف مہمانخانہ کی وسعت ہو جاوے۔ وہاں ساتھ ہی بہت سے زنانہ مکانات بھی طیار ہو جائیں۔

جلسہ پر عورتیں بھی آتی ہیں اور انہیں آنا چاہیئے محض مکانات کی تنگی کیوجہ سے انہیں روکنے کا ہمارا کوئی حق نہیں اور نہ روکنا چاہیئے لیکن جب انکی تکلیف کو محسوس کیا جاتا ہے۔

تو صدمہ ہوتا ہے۔

ہاں اس دکھ کی ایک ہی خوش کن امر سے تلافی ہوتی ہے۔ کہ یہ عارضی تکلیف خدا کی رضا جوئی کیلئے تھی

بہرحال قوم کو لنگر خانہ اور اسکے ساتھ ہی مہمان خانہ کی ضرورت اور زنانہ مہمانخانہ کی ضرورت کے سوال کو طے کرلینا چاہیئے ابھی ایک تحریک صدر انجمن کی طرف سے میرے مکرم بھائی مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے تعمیر بورڈنگ ہوس کے لئے

ایک لاکھ

روپیہ کیلئے کی ہے۔ اگر اس تحریک کو بارور کر دیا جاوے۔ تو مہمانخانہ کی تعمیر کا سوال حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ہی سے یہ امر طے شدہ ہے۔ کہ موجودہ مدرسہ کو مہمان خانہ کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے اس لحاظ سے جسقدر دیر ہم مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کو باہر لیجانے میں کرینگے اسی قدر عرصہ تک مہمانخانہ کی تنگی ہمارے لیے تکلیف کا موجب ہوگی پس مناسب ہے کہ بورڈنگ اور مدرسہ کی تعمیر کے سوال کو ہمیشہ کیلئے نہیں تو کم از کم ایک عرصہ کے لیئے طے کر دیا جاوے۔

لنگر خانہ کے بعد مدرسہ ہے جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے نام سے موسوم ہے۔ مدرسہ کا اجرا حضرت مسیح موعود نے اپنے خلیفہ بالفصل حضرت امیر المومنین کے مشورہ سے جن پاک اغراض کی بنا پر کیا تہا وہ آپ کو معلوم ہیں یہ مدرسہ اپنی نظیر آپ ہے خدا کے فضل سے اس کی تربیت اور نگرانی قابل قدر ہے۔ روحانی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ یہہ مدرسہ گورنمنٹ کے لئے بھی برکت ہے۔

اسلیئے کہ اسی مدرسہ کے طلبا خصوصیت رکھتے ہیں۔ کہ وہ کبھی بھی کسی پولیٹکل مجلس میں شریک نہوں۔ اور کسی قسم کا انقلاب انگیز لٹریچر اس کے احاطہ میں دخل نہ پا سکے بلکہ انہیں مذہبی طور پر

گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت

کی تعلیم دیجاتی ہے جہاں کہیں طلبا نے کسی قسم کا سٹرائک کیا

تعلیم الاسلام کے تعلیم یافتہ بچے الگ رہے

اسکی نظائر موجود ہیں بہر حال یہہ مدرسہ بہترین مدرسہ ہے اسکی اعانت ضروری ہے۔ میں اسکے متعلق بھی کئی مرتبہ اس امر کو گوشگذار کیا ہے۔ کہ اگر ہمارے بھائی اپنے بچوں کو جو قابل تعلیم ہیں۔ یہاں بھیجدیا کریں تو مدرسہ اپنے اخراجات نکالنے کے قابل بذریعہ فیس ہی ہو سکے گا۔ اگرچہ طلبا کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لیکن ابھی اس سے زیادہ جوش کی حاجت ہے۔ چونکہ مدرسہ کا تعلیمی سال یکم اپریل سے شروع ہوگا اسلیئے میں تمام احباب کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ جس طرح ممکن ہو اپنے بچوں کو یہاں داخل کرا دیں اور اس غرض کے لیئے ساتھ لائیں تا کہ وہ تعلیم کے نئے سال میں پہنچ رہیں میں وقتاً فوقتاً سنہ ۱۸۹۹ء سے لیکر ابتک

تعلیم الاسلام میں صنعتی تعلیم

کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور اب میں بڑے زور کے ساتھ اس امر کو پیش کرتا ہوں۔ کہ صنعتی تعلیم کی مختصر سی شاخ ضرور ہونی چاہیئے۔ میں نے سکرٹری صاحب سے مشورہ کے رنگ میں ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے پسند بھی کیا ہے کہ اگر کمیٹی تو سردست

جلد کر گھوں

کا رواج دیا جاوے۔ اس سے میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی ایک ہزار یتامیٰ بیواسا کین کی اپنے اخراجات کی خود کفیل ہونگی انشاء اللہ اسی طرح پر اور بعض کام بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ بہرحال صنعتی شاخ کے اجرا کا سوال ضروری سوال ہے جس پر غور کی حاجت ہے۔ اور قوم میں مجموعی طور پر اسکا بعد از وقت بہتر

نتیجہ خیز ہوگا۔

صنعتی شاخ کے ساتھ ہی ایک اور امر ہے۔ جس پر میں قومی توجہ کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انٹرنس پاس کر لینے کے بعد طلباء کو کالجی تعلیم کے لیئے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ زمانہ ہوتا ہے۔ جبکہ انہیں اور قادیان میں رہنے کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ مگر کالج

کا ہونا ہمین اور ہمارے بچون کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ دوسری جگہ جائین کالج کی تعمیر اور اجرا ایک بیش قرار رقم چاہتا ہے جس کیلئے ہم خدا کے فضل کے وقت کا انتظار کرتے ہین مگر

ایک کام ہم اب بھی ... ... دوسے بچون مین سے اگر سب نہین تو بعض کو ہم یہان رکھنے کا انتظام کرسکتے ہین۔ اور وہ

کمرشل کلاس کا اجرا ہے۔

حضرت امیر المومنین سے مینے بلا واسطہ ایکبار بلکہ متعدد مرتبہ سنا ہے کہ وہ قرآن مجید مین تجارت اور زراعت کے سوال کو حل کرنیکے لیئے غور کرنے لگے تو

تجارت کا پلہ بھاری پایا

اسلام کی اشاعت مین انکی تعلیم اس کے پیروؤنکے روحانی برکات کے بعد جس چیز کو سب سے بڑا دخل ہے وہ

تاجرون کی جماعت ہے۔

چین وغیرہ ممالک مین اشاعت اسلام کو تاجرون نے ترقی دی تجارت کیسی مفید چیز ہے مجھے حضرت امیر المومنین کے مذکورہ بالا ارشاد کے بعد جو قرآنی استنباط سے اونہون نے فرمایا کسی بحث کی ضرورت نہین پس اگر مدرسہ تعلیم الاسلام مین

کمرشل کلاس کہولی جاوے

جس مین تجارتی تعلیم ہو تو جوان نوجوانون کی آئندہ زندگی کو بہت تہوڑے خرچ پر مفید بنانیکی راہ نکل سکتی ہے وہان خدا کے فضل اور تائید سے انہین بہت زیادہ وقت حضرت امیر المومنین کی صحبت اور پاک تعلیم کے لیئے ملیگا اور اس طرح پر وہ

عربی زبان اور دینیات

کی تعلیم کیلئے بہترین وقت نکال سکین گے پس اس وقت ان دو سوالون کو طے کرنا چاہیئے۔ یا

کم از کم غور کرنا چاہیئے

یہہ دونون سوال بہت بڑی بحث چاہتے ہین مگر تعلیم یافتہ طبقہ انکی ضرورت اور اہمیت کو خوب سمجھتا ہے۔ میرے دوستو! مین یہہ باتین ایک درد اور تڑپ سے عرض کرتا ہون۔ انہین سرسری نظر سے مت دیکھو اور یہ خیال کرو کہ

یہہ فلان ابن فلان کا خیال ہے۔

بلکہ یہ دیکھو کہ انکی تہ مین کسقدر مفاد ہین مت خیال کرو کہ کیون یہہ فلان سر اور دماغ مین نہین آئین بلکہ یہہ سوچو کہ

انکی تحریک برمحل ہے۔

ان شاخون کا اجرا خدا کے فضل سے مدرسہ کی عظمت قبولیت اور ترقی طلبا کا ایک ذریعہ ہوگا۔ بلکہ مین تو یہہ بھی تحریک کرونگا کہ اگر

انجینیرنگ کے داخلہ

کے امتحان کیلیئے لڑکون کو تیار کرنیکا موقعہ نکال سکتے ہو تو اسے بھی ہاتھ سے نہ دو۔ بہرحال مدرسہ کی بہتری اور بھلائی کیلیئے ان امور پر غور کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد مین مسئلہ اشاعت اسلام پر آپکو توجہ دلاتا ہون۔ اشاعت اسلام کے سوال کیساتھ مین حفاظت اسلام کے سوال کو ہمیشہ مقدم سمجھتا ہون۔ اشاعت اسلام کے لیئے جو تجویزین بھی کیجائیں مین دل سے چاہتا ہون انہین کامیابی ہو۔

ممالک غیر مین وفود کا سوال ہے وہ سرمایہ سے تعلق رکھتا ہے اور الحکم مین اسکے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ اور عملی رنگ مین اسے فیصل کر دیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کے متعلق گذارش ہے کہ

سرمایہ جمع کرو

اور اشاعت کے لیئے مدرسین واعظین کی بہت بڑی ضرورت ہے کم از کم ہر ضلع مین اور اگر اتنا نہین تو سردست

دس ہی واعظ

پنجاب کیلیئے مہیا کرو۔ ایسے واعظین کے ذریعہ قومی اثر اور تحریکون کا دائرہ وسیع ہوگا۔ مین واعظین کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہون۔ مینے دہلی کے قیام مین محسوس کرلیا ہے کہ لوگ کس طرح حقایق کے پیاسے ہین وہ ہم سے محض ناواقف رکہے گئے ہین اور انہین ہم سے نفرت دلائی گئی ہے۔ لیکن جب انہون نے ہماری باتین سُنی ہین تو انہین معلوم ہوگیا کہ وجوہ نفرت محض حسد کی بنا پر تہے مینے دہلی سے صدر انجمن کو ایسے انتظام کی طرف متوجہ کیا تہا۔ اور اب میرے مکرم بھائی خواجہ صاحب کے لیکچرون کے سلسلے ذریعہ یہہ حقیقت کھل گئی ہے۔ اسلیئے مجھے امید کرنی چاہیئے کہ میری پیش کردہ باتون پر غور ہوسکیگا۔

بہر حال

واعظین کی بیحد ضرورت ہے۔ پہر قومی اخبارات بھی یہ جسقدر بھی ہون قومی طاقت اور اثر کو وسیع کرتے ہین قوم مین قومی مذاق انہین کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ قوم کو ایجوکیٹ کرنا بہترین اخبارات کا کام ہے۔ ہمارے اخبارات کی تعداد بیشک زیادہ ہے مگر انکی مالی حالت قابل رحم ہے۔ مین الحکم کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہون۔ کہ جس طرح پر یہہ قوم مین اخباری مذاق پیدا کرنے اور قومی ضرورتون سے قوم کو آگاہ کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے وہ قوم پر مخفی نہین اسکی حالت کو بہترین پیمانہ پر پہنچانیکے لیئے مین

اپیل

کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہون۔

یہہ خداتعالی کا فضل ہے اور مین اسکے اظہار مین نخوت کا رنگ نہین پاتا۔ بلکہ تحدیث کی صورت دیکھتا ہون کہ

الحکم کو یہہ یگانہ امتیاز ہے۔

کہ اس کے ایڈیٹر کو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے ایک قوت دی ہے۔ کہ وہ پریس کی طاقت کے استعمال سے واقف ہے۔ اسنے جو کچھہ کیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔

پس تم اس قوم کے معزز افراد ہو جن مین سنکر گزاری کی روح نفخ کیگئی ہے اسلیئے اس اپنی جائز طاقت کو کمزور ہونیسے بچاؤ۔ مین تمہین یہہ کہول کر کہنے کو طیار ہون کہ

قومی تحریکون مین حصہ لیتے ہوئے

اسوقت یہہ بھی ایک ضروری امر ہو گیا ہے۔ کہ الحکم کو اسکی خدمات کے لحاظ سے مضبوط کرنیکی کوشش کرو ورنہ میرا تو ایمان ہے۔ کہ

اللہ تعالٰی اسے ضایع نہ کریگا

احمدیہ کانفرنس کے متعلق کچھہ کہہ کر مین اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہون۔ ابہی تک کوئی خاص تفصیل ان معاملات کی معلوم نہین ہوئی جو کانفرنس مین پیش ہونگے۔ یا سکرٹری صاحب غالبا انجمنونکو بھیجدیئے ہونگے۔ بہرحال وہ قومی معاملات ہین انپر غور کرنا چاہیئے۔

اس سال جلسہ کو زیادہ مفید بنانیکے لئے مینے تحریک کی ہے کہ پروگرام کو نہایت احتیاط سے مرتب کیا جاوے اور رپورٹ ... کانفرنس۔ اپیل کو قریب قریب الکہٹے رکہا جاوے۔

اس موقعہ پر تشحیذ الاذہان اور سادھ سنگت کے ضمنی جلسوں کے علاوہ دفتر الحکم میں راجپوتوں میں آریوں کے ارتداد کی کوششوں کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنیکے لیے بھی راجپوت احباب کا انشاء اللہ ایک جلسہ ہوگا۔ جس کے لیئے دوسری جگہ خصوصاً ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ قومی مقاصد کی تکمیل کیلیئے پورے طور پر طیار ہو کر آئیں۔

خدا آپ کے ساتھ ہو (آمین)

ریل کے کرایہ میں آسانی

بہ سلسلہ ہدایات برائے سالانہ جلسہ گذارش ہے۔ کہ یوں تو کنسیشن ٹکٹ جا رہے سو میل سے کم سٹیشنوں سے نہیں خریدا جاسکتا البتہ اگر کسی سٹیشن سے جو صرف تقریباً ۷۵ یا ۸۰ میل جا رہے ہو۔ ۱۰۰ کا کرایہ دیا جاوے تو بھی کنسیشن ٹکٹ مل سکتے ہیں اور اس طرح بھی اصلی خرچ یعنے معمولی کرایہ آمد و رفت سے کم بیٹھتی ہو گویا مسافر نفع میں رہتا ہے۔ اس حساب سے وزیر آباد کیطرف سٹیشن سادھوکی اور سانگلہ لائن پر قلعہ شیخوپورہ ملتان لائن پر چیانگا اور دہلی لائن پر چھپیر آخری سٹیشن ہیں جن پر سے سو میل کا کرایہ دیکر کنسیشن ٹکٹ حاصل کر کے مسافر نفع میں رہ سکتے ہیں۔ یعنی قریب ایک روپیہ بارہ آنہ چھ پائی میں آمد و رفت کے ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ نیز عام احمدی پبلک کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر سٹیشن پر سے کنسیشن ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ بعض اوقات ملازمین سٹیشن یوں ہی بہانہ کر چھوڑتے ہیں ٹکٹ بابو کی خدمت میں اس درخواست پر مناسب زور دینا چاہیے ورنہ ہیڈ سٹیشن ماسٹر کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور انکار تحریری حاصل کرنا چاہیئے واضح ہو۔ کہ ہر سٹیشن سے خواہ کیسا ہی چھوٹا ہو سالانہ کا ٹکٹ مل سکتا ہے۔ ہمارے تعلیمیافتہ اصحاب ناخواندہ برادران کو سمجھا دیں اور افسران ریلوے کی مہربانی دربارہ کنسیشن سے پورا فائدہ اٹھا کر گورنمنٹ کا احسان محسوس کیا جاوے۔

راقم فقیر علی سٹیشن ماسٹر۔ رخصتی

طاعون سے حفاظت کیلئے دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے بسختت تاکید فرمایا۔ کہ طاعون کو بھیجنے کیواسطے صبح و شام کم از کم تین تین بار مفصلہ ذیل دعا پڑھنی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ

ساتھ نام اللہ کے جس کے نام کے ساتھ نہیں ضرر دیتی

شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ

کوئی شے زمین اور آسمانوں میں اور وہ سننے والا اور

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ

جاننے والا ہے ○ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ

التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ ○

کے کامل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے جو پیدا کیں

سالانہ جلسہ کے متعلق

(۱) ایک کنسیشن سرٹیفکیٹ ایک سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھی کافی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان سب کے نام اس میں درج ہوں اور وہ اکٹھے آنا اور اکٹھے ہی واپس جانا چاہتے ہوں (۲) ان سرٹیفکیٹوں پر ٹکٹ ۲۰۔ مارچ کی صبح سے لیکر ۲۷۔ مارچ ۱۲ بجے تک رات کے مل سکیں گے یعنی ۲۰۔ مارچ سے پہلے اور ۲۷۔ مارچ کے بعد ان پر کوئی ٹکٹ نہ مل سکیگا اور جو احباب ایسے ٹکٹ لینگے انکے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ۳۔ اپریل کی شام کے پہلے پہلے اس سٹیشن پر واپس پہونچ جاویں جہاں سے سفر کیا تھا جو احباب زیادہ عرصہ ٹھہرنا چاہیں۔ انہیں کنسیشن ٹکٹ نہیں لینا چاہیئے اس موقعہ پر جو رعایت کرایہ کی ریلوے نے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ سالہائے گذشتہ سے بہت کم ہے ڈیوڑھ کے لیئے کوئی رعایت نہیں۔ سو میل کے اندر اندر کے آنیوالوں کے لیئے کوئی رعایت نہیں اور جن کے لیئے ہے بھی صرف اس حد تک کہ ایک طرف کے کرایہ سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا ہے۔ یعنی ۸ فی روپیہ مگر چونکہ ریلوے نے باقی تمام اسی قسم کے جلسوں کے لیئے بھی ایسی ہی رعایت دی ہے۔ اسلیئے اس پر زیادہ زور نہیں دیا جاسکتا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ کرایہ میں رعایت کا نہ ہونا ہمارے بعض احباب کے لیئے جلسہ میں آنے سے مانع نہ ہوگا۔ اپنے کاموں کے لیئے اپنی ضروریات کے لیئے بلکہ تفریح کے لیئے بھی بہت سے سفر کیئے جاتے ہیں یہ ایک ایسا سفر ہے جو خدا کے راہ میں ہے۔ اور جو لوگ محض للہ اس سفر کو اختیار کرینگے۔ وہ عنداللہ ماجور ہونگے یہ اجتماع طرح طرح کے برکات کا انشاء اللہ موجب ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جن جن ہمارے احباب کی طاقت میں ہے کہ اس دینی مجمع میں شامل ہوں وہ ضرور شامل ہونگے یہ اختیار ہے۔ کہ جو احباب چاہیں وہ زیادہ نہیں ایک ہی دن ٹھہر کر چلے جاویں مگر جہاں تک ممکن ہو ان برکات میں حصہ لینے سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ گو بہت سے احباب وقتاً فوقتاً آتے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے روحانی فیوض سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر یہ ایک خاص موقعہ ہے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کے لیئے تحریک کی جاوے پس میں اس دعا پر اس مختصر نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کے دلوں میں وہ سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے جو ان کو تمام روکوں پر غالب کر کے اس جلسہ میں شمولیت کی توفیق دے اور وہی اخلاص ان کے لیئے اس جلسہ کو بڑے بڑے مفاد اور قومی برکات کا موجب کرے۔ اس سالانہ اجتماع میں چونکہ بہت سی مفید تحریکیں بھی ہوتی ہیں۔ اور ساری قوم کے لیئے یہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے پیارے سلسلہ کی ترقی کو آکر دیکھیں کہ ایک سال میں جبکہ سب گذشتہ موقعہ پر ملے تھے اس سلسلہ نے کیا کیا ترقیات کی ہیں۔ اسلیئے بھی سب احمدی احباب کا جو طاقت رکھتے ہیں اس جلسہ مبارک میں شامل ہونا ضروری ہے

والسلام محمد علی۔ سکرٹری صدر انجمن

اطلاع

بقایا داران اپنی بقایا ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں

مینیجر

کتاب کے ختم کرنیکے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ اثر اندازی میں مستقل ثابت نہیں ہوتے بلکہ زیادہ سے زیادہ جو اثر دلپر قائم ہوتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ فلان قوم یا حکومت کی ترقی و تنزل کا تعلق فلان زمانے سے ہے۔ اور اسکی ترقی و تنزل کے یہ اسباب اور وجوہ ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی دلچسپی پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ کو ایک خشک مضمون سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے سوانح عمری میں یہ بات نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ چونکہ ایک خاص آدمی کے حالاتِ زندگی ہوتے ہیں اور وہ عجائبات کا ایک مجموعہ ہوتے ہیں اسلیئے وہ نہ صرف دلچسپ ہوتے ہیں بلکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے دل و دماغ پر اپنی تاثیرین ڈالتے جاتے ہیں۔ اور ہم کبھی تو ان حالاتِ زندگی کا اپنے حالات سے مقابلہ کرتے ہیں اور کبھی ان واقعات اور حالات کو اپنے حالات سے متغائر اور متباین پاتے ہیں میں اپنی اس حیات (لائیف) کے ہیرو کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے اسکے قرآن فہمی کے اصولوں اور قرآن کریم پر عمل تو ہے کے حاصل کرنیکے اسباب پر بحث کرتا ہوا انشاء اللہ العزیز بتا دونگا کہ وہ قرآن کریم کے قصص سے کس طرح پر تعلیم دیتا ہے۔ اور فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتا ہے۔

غرض سوانح عمری چونکہ ایک خاص شخص کے واقعات زندگی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ پڑھنے والیکے دلپر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق پر لکھنے والوں نے مطالعہ کے لیئے ایسی کتابوں کے انتخاب کی ہدایت کی ہے۔ جنکے مصنف نہایت نیک چلن اور عالم با عمل ہوں اسلیئے کہ اندر ہی اندر انکے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر ہوتا ہے۔ میرے مکرم دوست خان مرزا سلطان احمد صاحب "صاحب خیالات" نے سوانح عمری اور تاریخ کے متعلق بحث کرتے ہوئے ایک موازنہ قائم کیا ہے اسکے بعض فقرات نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ خیالات کو ظاہر کرتے ہیں میں انہیں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

"تاریخ ایک سلسل اور غیر مربوط مقصد ہے اور سوانح عمری ایک تازیانہ تاریخ ایک کم گو جلیس ہے۔ اور سوانح عمری ایک پرجوش ہمدم اور دلسوز ہمدرد تاریخ ظہورات متواترہ اور واقعات متحد الزمان کا ایک مسلسل بیان ہے۔ لیکن سوانح عمری ظہورات مختصہ اور واقعات منتخبہ کا ایک مرصع اور زرین سلسلہ ہے۔ تاریخ علم اخلاق کی ایک شاخ کہی جاسکتی ہے لیکن سوانح عمری زندہ علم اخلاق ہے۔ بلکہ اخلاق سے بھی زیادہ منتج اور سودمند علم اخلاق سے نیکی اور بدی کی کیفیت اور ماہیت معلوم ہوتی ہے۔ اور اصولی طریق سے ان مراتب کی نسبت بحث کیجاتی ہے۔ لیکن سوانح عمری نیکی اور بدی کے موقع یا مسلمہ نتائج پیش کرکے ایک زندہ نمونہ دکھاتی ہے۔ اخلاق میں یہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ ایسا کروگے تو ایسا ہوگا یا ہونا چاہیئے لیکن سوانح عمری یہ دکھاتی ہے کہ ایسا کرنے سے ایسا ہوا۔ اگر یقین نہو تو خود کرکے دیکھہ لو اخلاق میں اسکی طاقت بالدلائل ہے اور سوانح عمری میں بالتجربہ والنظائر"

غرض سوانح عمری کو ہر طرح سے تاریخ پر تقدم اور فضیلت حاصل ہے۔ اور اسے انسانی اصلاح اور اخلاقی تربیت میں بہت بڑا دخل ہے اسلیئے میں یقین کرتا ہوں کہ جس غرض کو مد نظر رکھکر حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین مدظلہ العالی کے واقعات زندگی میں لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ بہت حد تک پوری ہوگی (انشاء اللہ) اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے جو مشکلات میرے سامنے ہیں۔ میں ان سے بھی ناواقف نہیں ہوں کیونکہ اگر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے صرف ان واقعات زندگی کو لکھدیتا ہوں جو میری نظر میں اعلیٰ درجہ کے ہیں اور جو معمولی واقعات ہیں انہیں چھوڑتا ہوں تو شاید کوئی نقاد طبیعت اسے پسند نہ کرے اسلیئے میں معمولی واقعات کو بھی اس ضمن میں درج کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ اگر بڑے بڑے واقعات ہی درج ہوں اور چھوٹے چھوٹے واقعات جو عام نظروں میں بالکل معمولی ہوتے ہیں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ بڑے واقعات بھی ویسے دلچسپ اور شاندار نہیں رہتے ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ ان چھوٹے واقعات میں بھی کوئی خاص اہمیت ہونی ضروری ہے۔ اس لائیف کے لکھنے میں میں غالباً ان انسانی کمزوریوں کا ذکر کرنیکی ضرورت نہیں سمجھونگا۔ جو ایک آدم زاد میں کسی پہلو یا مرحلہ زندگی پر پائی جانی ممکن ہیں کیونکہ یہ صرف جلد باز اور کم اندیش طبیعتوں کا کام ہے جنکا مطمح نظر صرف کمزوری ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہر کمزوری کی اگر حسن ظن کے پہلو سے دیکھا جاوے تو بہترین تاویل ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں کسی عظیم الشان انسان کی کوئی معمولی غلطی اس کی عظیم الشان نیکیوں کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے **ابرار کی غلطیاں بھی عوام کی حسنات سے زیادہ وزن رکھتی ہیں** اور قرآن مجید کے اس ارشاد کی حقیقت کے نیچے یہ امر بھی ہے کہ **حسنات بدیوں کو دور کر دیتی ہیں** ایک مشہور اور زبردست مورخ ابن خلدون نے اس مرحلہ پر لکھا ہے۔ کہ "لوگ بدیوں کے انتخاب میں ایسے جلد باز ہیں کہ خوبیوں اور نیکیوں کو باوجود جاننے کے بھول جاتے ہیں اور نیکی کا وزن برائی کے وزن سے کم خیال کرتے ہیں حالانکہ نیکی کرنا بمقابلہ برائی کرنیکے زیادہ تر مشکل ہے جو عمل مشکل رکھتا ہے قاعدہ کے رو سے اسکا وزن اور قیمت زیادہ ہونی چاہیئے" یہی ایک خطرناک غلطی ہے جو صداقت اور حق کو قبول کرنیسے بعض اوقات روک دیتی ہے۔ اسلیئے اس راہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اپنے مد نظر روشنی کے اس منار کو رکھنا چاہیئے جو ہمیں

اسلام نے علم الحیات پر جو احسان کئے ہیں انکی داستان بہت طویل اور تفصیل طلب ہے۔ اور اسکی بنا قرآن مجید نے خود رکھی ہے اور وقتاً فوقتاً جو ترقیاں اس علم میں ہوئی ہیں انکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ اسماء الرجال اسکا ایک شعبہ ہے اسکے ذریعہ جو اخلاقی اثر مسلمانوں پر پڑا۔ وہ نہایت قابل قدر ہے جھوٹی روایتوں اور دروغگوئی کا سد باب ہوا لیکن امتداد زمانہ کے بعد جب علوم اسلامیہ کی طرف توجہ نہ رہی اور علمی طاقتیں کمزور ہوگئیں تو یہ حالت کچھ اور ہی ہوگئی۔ بہرحال علم الحیات نے اسلام میں پرورش پائی ہے اور اس علم کی تکمیل کی مسلمانوں نے پیدا کیں ہرچند یورپ نے بہت ترقی اس فن میں کی ہے۔ مگر ابھی تک وہ شان پیدا نہیں ہوئی۔ میں تو بعض وقت حیران ہو جاتا ہوں۔ کہ باوجودیکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کاغذ کی کمی پریس کا نہ ہونا سخت مشکلات کا موجب تھا۔ مگر پھر بھی صحابہ کرام کی سوانحعمریاں اسوقت تک ہمارے ہاتھ میں ہیں اور کسی ایک کتاب کو اٹھا کر آپ دیکھیں۔ تو عقل حیران ہو جاتی ہے۔ کہ کس طرح چھوٹے واقعات اور حالات کو محفوظ کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو محفوظ رکھنا تو کچھ اور شان اور اسباب رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک محبوب اور مطاع وجود تھا۔ اسلیئے آپ کی ہر حرکت و ادا یاد رکھی جا سکتی تھی۔ مگر جب صحابہ کی تاریخ کی کتابیں دیکھی جاتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ کہ ایک ایک نام کے بیسیوں صحابی آتے ہیں۔ اور سب کے جداگانہ واقعات ملتے ہیں۔ ان کی اس قسم کی مساعی کو دیکھکر بے اختیار انکے لیئے رحمت کی دعا نکلتی ہے۔ ایسی حالت میں اسوقت جبکہ پریس کی برکات نے ہمکو بہرہ ور کر دیا ہے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کے حالات زندگی جمع اور محفوظ نہ کریں تو سخت افسوس کا موجب ہوگا اسی بنا پر میں اس کو جو میں قلم رکھتا ہوں۔ کیا عجب میری یہ سعی دوسروں کے لیئے کسی عظیم تحریک کا موجب ہو سکے میں اب زیادہ وقت تمہید اور مقدمہ میں نہ لونگا انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا۔ کہ

حیاتِ نور

کے زندہ (خدا کرے دیر تک ہم پر سایہ افگن رہے) ہیرو کے حالات ناظرین کے سامنے رکھدوں۔

ایک زندہ شخص کے حالات زندگی کا لکھنا خاص محنت کو چاہتا ہے۔ لائف لکھنے کیوقت سوانح نگار اپنے پیش نظر چند مقدمات رکھ لیتا ہے اور اسی اصل پر اور فہم پر وہ اسے ترتیب دیتا ہے جس شخص کی سوانح لکھنے کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اسکو جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اسی تاریخ کو ملحوظ رکھکر واقعات کو اسی اسلوب پر ترتیب دے لیتا ہے۔ مگر میں اس لائف کے لکھنے میں واقعات کی خاص ترتیب کو مدنظر رکھنا نہیں چاہتا بلکہ میں اسے عام طور پر لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ہاں چونکہ علم الحیات میں ضروری ہے۔ کہ ان کوائف اور واقعات کو مدنظر رکھا جاوے جو اس شخص کو بوجوہات دوسروں [سے] ممتاز بناتے ہیں۔ اسلیئے اس قسم کے واقعات کو خصوصیت سے درج کرنا میرا کام ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی انسان کے لیئے بہت سے سبق ہر [شعبہ] زندگی کے لیئے دیتی ہے۔ اسلیئے میں اسکو کسی قدر بسط سے لکھنا چاہتا ہوں۔ یہ بھی کہیں اوپر میں نے ذکر کر دیا ہے کہ بعض اوقات معمولی سے واقعات جو دوسروں کی نظر میں نہایت حقیر اور کم وقعت ہوتے ہیں بڑے بڑے نتائج اور اثرات کو پیدا کر سکتے ہیں اسلیئے میں کسی ایسے واقعات کو چھوڑنیکی کوشش نہیں کرونگا بلکہ ایک معمولی سے معمولی واقعہ بھی جو مجھ کو مل سکیگا۔ انشاء اللہ العزیز وہ اس میں درج کر دیا جاویگا۔ وباللہ التوفیق۔

اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حیات نور ایک طرح سے یہ حق رکھے گی کہ اس کو

تزک نور

کہا جاسکے کیونکہ گو اسے حضرت امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا۔ لیکن جسقدر واقعات اور حالات اس میں درج ہونگے وہ زیادہ تر وہی ہونگے جو خود حضرت امیر المومنین کی زبان سے سن کر لکھے گئے ہیں۔ اور اکثر وہ حالات ہیں جو آپ کی تصانیف اور تالیفات اور تقریروں اور خطبوں سے اخذ کیئے گئے ہیں بہرحال یہ لائف

حیات نور

اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ خدا کرے کہ جس غرض اور مقصود کو مدنظر رکھکر میں اسے شائع کرتا ہوں وہ پورا ہو آمین۔ حیات نور کے تین حصے ہونگے اول سیدنا نور الدین کی زندگی کے عام حالات اور واقعات دوم۔ مذہبی مشاغل سوم عہد خلافت۔ ان ہر سہ حصوں کی تصریح اور توضیح اسوقت کچھ نہیں کیجاتی ناظرین اپنے اپنے مقام پر پڑھیں گے تو انشاء اللہ محظوظ ہونگے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نیک اور مبارک کام کو سرانجام دینے کی مجھکو توفیق دے اور اپنے فضل سے میرے دل اور دماغ میں وہ قوت پیدا کرے کہ میں اس مرقع کو پوری صفائی کیساتھ کھینچ سکوں اور قوم اور ملک کے لیئے مفید ہو۔ آمین

دفتر الحکم قادیان دارالامان
۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

احقر العباد یعقوب علی تراب احمدی عفی اللہ عنہ
ایڈیٹر الحکم قادیان

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی میں

(نمبر ۵)

مولانا شبلی نے اس اجلاس کو نہایت شاندار اور مسلمانوں کے لئے نہایت غور اور دلچسپ بنانے کے لئے پوری کوشش کی ہے یہ ایک قسم کی بے انصافی ہوگی اگر یہ ظاہر نہ کیا جاوے کہ دہلی کی انجمن خادم المسلمین کے نوجوان کارکن پوری سرگرمی سے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ندوہ کے جلسہ میں جن تحریکوں یا ضرورتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ مثلاً سیرۃ نبوی کی تالیف۔ بہترین مصنفین کی تصحیح الفاظ جدیدہ عربی کا لغت یہ نہایت ضروری کام ہیں لیکن دنیا میں تقسیم محنت کے اصول پر کام کرنا ہی مفید اور موثر ہوا کرتا ہے اسلئے میں ندوہ کے اراکین اور دوسرے مسلمانوں کو یہ یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اولی الذکر دو نو کام جس عمدگی اور خوبی سے خدا کے فضل سے ہم (احمدی) کر سکتے ہیں اور ہمارے لئے جس قسم کا کافی اور مکمل ذخیرہ کتب کا ہمارے پاس ہے۔ دوسری جگہ بہت ہی کم امید ہے۔ پس اگر یہ کام محض خدا کی رضا اور خدمت اسلام کے واسطے کرنیکا ارادہ ہے۔ تو اس کے لئے جسقدر ملتی مدد ندوہ دیکھتا ہو اسکے دینے میں مضائقہ نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ کام یہاں ہو گی گیا تو الفاظ جدیدہ عربی کا لغت۔ یہ ندوہ کی زیر نگرانی لکھنؤ میں جاری کیا جاوے۔

دارالافتاء ہر چند ضروری ہے کیونکہ مسلمان علماء اور مفتیوں کی جو دلچسپ الستم حالت آج ہو رہی ہے۔ وہ کسی پر پوشیدہ نہیں جس دن مسلمانوں کے اس صیغہ کی اصلاح ہو گئی وہ دن اسلامی تاریخ میں نہایت ہی مبارک ہوگا۔ سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے انتظام کے لئے سعی اور عملی کارروائی بلاشبہ مبارک اور ضروری ہے ایسا ہی مدارس عربیہ کی اصلاح اگر ہو جائے تو کون شخص ہے جو اس سے خوش نہ ہوگا۔ پہلے تو چند اس سلسلہ مضامین میں پہلا امر یہ پیش کیا ہے

غرض

یہ امور قابل غور اور نہایت ضروری ہیں۔ خدا کرے کہ وہ کوئی عملی صورت اختیار کر سکیں میں انکی اشاعت میں مختصر آئندہ فہرست میں آخری التماس شائع کرنیکا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ارادہ رکھتا ہوں افسوس ہے کہ ندوہ کا جلسہ اسی سال اپنا سالانہ جلسہ قریباً ایک ہی تاریخوں پر واقعہ ہوا ہے ورنہ میں ارادہ کرتا تھا کہ ندوہ کے جلسہ پر پہونچکر بعض امور خود پیش کروں تاہم جلسہ پر بھی انشاء اللہ چاہیگا۔ وہ امور پیش ہو جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔

سنت ابراہیمی کا ایک مؤثر نظارہ

وہ نظارہ کیسا موثر اور دلچسپ ہوگا جب ابو الملت حضرت ابراہیم خود معمار کی حیثیت سے اور آپکا لخت جگر جو قوموں کا باپ ہونیوالا تھا جسکی پشت سے سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونیوالے تھے مزدور کی حیثیت سے بیت اللہ کی تعمیر میں لگے ہوئے ہونگے۔

اسی قسم کا نظارہ یہاں دارالامان میں دیکھنے میں آیا جب کہ مسجد جامع کی توسیع کا کام ہو رہا ہے ایک کمرہ کی طیاری کیلئے صحن مسجد میں سے بہت سی مٹی اٹھانیکے لئے چار لاکھ سے زیادہ لوگوں کا امام امیر المومنین خود ان میں آپ اور اپنے خدام کو لیکر کام کر رہا تھا۔ اور کس مزے اور سرور سے آپ بیٹے کو پوچھتا تھا کہ کیا ہمارے بچے نے بھی مزدوروں میں کام کیا ہے؟ یہ کام نہایت اخلاص اور جوش سے کیا گیا جو بہت سے مزدور کتنے ہی دنوں میں نہ کر سکتے وہ بہت ہی تھوڑی وقت میں اخلاص نے کرا دیا حضرت امیر المومنین کا یہ عملی نمونہ خانہ خدا کی تعمیر میں فی الحقیقت ابراہیمی سنت کے احیا کا نمونہ تھا۔

الحق کی مدد کرو

ہمارا دہلوی اخبار الحق پریس ایکٹ کی وجہ سے پانچسو روپیہ نقد ضمانت داخل کرنے پر مجبور رہا کیونکہ اخبار کے چھاپنے کیلئے اپنے پریس کے کھولنے کی ضرورت تھی۔ پانچسو روپیہ جمع کر دیا گیا اور دو سو روپیہ پریس کی خرید پر خرچ ہوا اس ابتدائی حالت میں سات سو روپیہ کی زیر باری قومی توجہ کی محتاج ہے الحق صرف اپنے سرپرستوں سے ایک ایک خریدار اور ایک روپیہ کی کتابوں کی خرید کی درخواست کرتا ہے جو بہرحال ہمارے دوستوں کو پوری کرنی چاہیئے۔

خواجہ صاحب کا لیکچر جالندھر میں

برادرم سید محمد اشرف صاحب کے جالندھر جانیکا جو مفید نتیجہ خواجہ صاحب کے لیکچر کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ وہ نہایت خوش کن اور شکر گذاری کے قابل ہے۔ جالندھر ایک ایسا شہر ہے جہاں کبھی تبلیغ کا موقعہ نہیں ملا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر میں بہت سے مشکلات بھی بعض مولویوں نے پیدا کرنے چاہے۔ مگر لیکچر نہایت کامیابی سے ہوا لیکچر کا مضمون تھا۔

وید مقدس اور قرآن کریم

اس مضمون پر خواجہ صاحب نہایت کامیابی سے پہلے کئی لیکچر دے چکے ہیں۔ ۲۰۔ مارچ کو خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر جالندھر میں ہوگا۔ میری اپنی رائے ہے کہ ایسے لیکچر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہونے چاہئیں۔

چودہری مولا بخش صاحب کا خط

الحکم نمبر ۳ جلد ۱۴ مورخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۵ کالم اول کی سرخی (احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں) پڑھکر نہایت خوش ہوا اخبار الحکم نمبر ۲ جلد ۱۴ مورخہ ۱۴۔ فروری ۱۹۱۰ء کے بعد میں جسدن اخبار میرے پاس آتا تھا اس نمبر سے پہلے میں راجپوتوں کی نسبت کچھ پڑھنے کیلئے بیتاب ہو کر ورق گردانی کرتا تھا لیکن کوئی خبر نہ پاکر حیران ہو کر خاموش بیٹھتا تھا اس اخبار کو پڑھکر نہایت حیران ہوا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ راجپوت کیوں خاموش ہیں۔ کیا سو رہے ہیں۔ کیوں آجتک ایکہزار کی بجائے دس ہزار روپیہ جمع نہیں ہو گیا لیکن پھر میری حیرانی اس خیال سے دور ہو گئی کہ جو کچھ میں نے اپنے دل میں سوچا ہوا ہے غالباً سارے راجپوت برادری نے وہی سوچا ہوگا وہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ سالانہ جلسہ دارالامان کا قریب آ رہا ہے۔ اور وہاں سب بھائی جب جمع ہو کر اس بارے میں مشورہ کریں گے مناسب ہوگا ویسا سوچکر چندہ جمع کرنا شروع کریں گے سو اب میں آپکے اخبار کے ذریعہ جملہ احمدیہ راجپوت برادری کی خدمت میں بڑے ادب سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ سب بھائی سالانہ جلسہ پر دارالامان تشریف لاویں تاکہ علاوہ وعظ و تعمیل زیارت بزرگان ملت راجپوتوں کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچکر اسپر جلد کار شروع کر دیں لیکن جلسہ پر آنے سے پیشتر سب بھائیوں کا فرض ہے کہ اپنے اپنے ضلع اور علاقہ کے راجپوتوں کو ضرور بعد ضرور اپنے ہمراہ لاویں اور جو نہ آ سکیں انسے اپنے طور پر مشورہ کر کے آویں سب سے پہلے میں اپنے ضلع کے احمدی راجپوتوں کی طرف سے اگرچہ وہ تعداد [illegible]